بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقشِ آغاز

راقم الحروف ۲۱ ذی الحجہ کو حجازِ مقدس روانہ ہوا تو تبدیلیٔ اقتدار کی تحریک زوروں پہ تھی۔ پھر رفتہ رفتہ اس کے شعلوں نے پورے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ طرح طرح کی خبروں نے تمام مسلمانوں بالخصوص پاکستان کے حجاج کو نہایت تشویش میں مبتلا کر دیا تھا۔ اور اس تصور سے دل دھڑکنے لگتا کہ جو ملک لاثانی قربانیوں کے صدقے اسلام کا بول بالا کرنے کے نام پہ حاصل کیا گیا آج وہ ملک موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا تھا۔ اس عالم میں سب زائرین بیت الحرام کے ہاتھ بے اختیار ربّ البیت کی بارگاہ میں اٹھنے لگے۔ مواجہۃ الرسول علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں آہ و زاری ہونے لگی۔ ملتزم اور غلافِ کعبہ سے لپٹ لپٹ کر ہر ایک زبانِ حال سے ملتجی تھا کہ یا اللہ برصغیر میں مسلمانوں کے اس حصار کو جو انکی نااہلیوں کی بدولت آج تباہی کے دہانے پہ کھڑا ہے، ایک بار اور موقع دے تاکہ انہیں اپنی کوتاہیوں کا احساس اور غلطیوں کی تلافی کا شعور پیدا ہو جائے اور وہ نئے سرے سے اپنے رب سے کئے ہوئے عہد و پیمان کو استوار کر سکیں۔ اسی اضطراب میں مارچ کے آخر میں یکایک صدر ایوب کے زوال اور فوجی انقلاب کی خبر آئی اور ظاہر ہے کہ ایک مطلق العنان اور خودسر حکمران کا اس انداز میں زوال و سقوط اپنے پہلو میں عبرت و موعظت کے صدہا دفتر بھی لیکر آیا۔ عاد و ثمود جیسی اقوام اور جابر و قہار حکمران کے عروج و زوال کی صدہا داستانیں پہلے ہی درسِ عبرت دے رہی ہیں، مگر یہ تازہ اور چشم دید مثال تو اس بے لاگ حقیقت کی کھلی کھلی شہادت دے رہی ہے کہ "اے احکم الحاکمین تو ہی مالک الملک ہے، جسے چاہے حکومت دے اور جس سے چاہے چھین لے، جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلیل کر دے، بیشک تو ہر چیز پہ قادر ہے۔"

انقلاب آیا اور ہمارے لئے ایک بہت بڑا سبق بن کر آیا کہ جب تک ہم اپنے انتشار اور مصیبتوں کا سرچشمہ حسنِ اقتدار کو سمجھتے رہے، خداوند کریم نے پلک جھپکتے میں اس کا بوجھ تمہاری گردنوں سے اتار دیا تاکہ تم پر اتمامِ حجت ہو جائے۔ پس جس کا تسلط تمہارے اعمال کی شامت تھی اس سے گلو خلاصی بھی تمہارے لئے ایک کڑی آزمائش ثابت ہوگی، ایک ایسی آزمائش جس نے ہمارے اخلاق و کردار اور اجتماعی زندگی کے پیچھے پوشیدہ بہت سے نقائص و عیوب، باطنی نظریات